دعوت بالقرآن اور تربیت صحابہؓ

ڈاکٹر اختر حسین عزمی

دعوت وتبلیغ کے دوران قرآن سنانے کا التزام جس طرح اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے، اسی چیز کا اہتمام کرنا آپؐ سے تربیت پانے والے صحابہ کرامؓ کے مزاج کا حصّہ بن گیا تھا۔

تلاوت قرآن سے نجاشی پر رقت طاری ہونا

نبوت کے پانچویں سال قریش کے مظالم سے تنگ سو کے قریب مسلمان مرد وخواتین جب ہجرت کر کے حبشہ پہنچ گئے تو قریش کو یہ بھی گوارا نہ ہوا کہ ان کے آبائی دین کے باغی ایک دوسرے ملک میں امن وعافیت کی زندگی گزاریں اور ان کا دین وہاں پھلے پھولے۔ چنانچہ قریش کے ایک اجتماعی فیصلے کے تحت سیاسی وسفارتی امور کے ماہر عمرو بن عاص اور عبداللہ بن ابی ربیعہ کی دورکنی سفارت حبشہ کے دربار میں بھیجی گئی۔ اس سفارت نے وہاں پہنچ کر پہلے درباری امرا اور عیسائی پیشواؤں کو قیمتی تحائف پیش کر کے انھیں اپنے موقف کا ہم نوا بنایا۔ انھیں اس نئے دین کے خطرے سے آگاہ کیا جس کے ماننے والے حضرت عیسٰیؑ کو اللہ کا بیٹا نہیں مانتے تھے اور کہا کہ یہ لوگ آپ کے مذہب کے لیے بھی اتنا ہی خطرہ ہیں جتنا ہمارے آبائی دھرم کے لیے۔

پھر نجاشی کے دربار میں پہنچ کر اسے شاہی آداب کے مطابق سجدہ کیا، رؤسائے مکہ کی طرف سے اعلیٰ عربی نسل کا گھوڑا اور نفیس ترین ریشمی جبہ بطور نذرانہ پیش کیا اور بادشاہ سے درخواست کی کہ آپ کے ملک میں ایک نئے دین کے پیروکار ہمارے پیچھے بھاگ کر آگئے ہیں۔ ہمیں ان کے سرپرستوں نے اس لیے بھیجا ہے کہ آپ انھیں ہمارے ساتھ واپس بھیج دیں تاکہ وہ آپ کے پُرامن ملک میں اپنی تبلیغ سے کوئی فتنہ نہ کھڑا کر دیں جیسے انھوں نے مکہ میں کیا ہوا ہے۔ درباری امرا

اور پادریوں نے ان کے موقف کی حمایت کی لیکن نجاشی نے کہا کہ دوسرے فریق کی بات سنے بغیر فیصلہ کرنا خلاف انصاف ہوگا۔ چنانچہ مسلمانوں کو بھی دربار میں حاضری کا حکم ہوا۔ جب مسلمان دربار میں حاضر ہوئے تو انھوں نے شاہی آداب کے مطابق نجاشی کو سجدہ نہ کیا تو درباریوں نے اس پر ناک بھوں چڑھایا۔ مہاجرین کے ترجمان حضرت جعفرؓ بن ابی طالب نے عمرو بن عاص کے پیش کیے گئے موقف کی ایک ایک دلیل کا توڑ کیا، پھر دین اسلام اور اللہ کے رسولؐ کی رسالت کے خصائص اور نمایاں تعلیمات بتائیں۔ اور آخر میں نجاشی کی خواہش پر سورۂ مریم، سورۂ کہف، سورۂ روم اور سورۂ عنکبوت کے ابتدائی حصّے تلاوت کیے۔

اکثر روایات میں صرف سورۂ مریم کے ابتدائی حصّے کے پڑھنے کا ذکر ملتا ہے لیکن شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نے کتاب مختصر سیرت الرسول میں ان چار سورتوں کے پڑھنے کا ذکر کیا ہے۔ یہ چاروں سورتیں ہجرت حبشہ کے قریبی زمانے میں نازل ہوئی تھیں اور سورۂ کہف کی ابتدا میں دین مسیح قبول کرنے کے نتیجے میں بادشاہ کے مظالم سے بچنے کے لیے غار میں پناہ لینے والے چندنوجوانوں کا تحسین آمیز ذکر ہے۔ سورۂ روم میں روم کے عیسائی حکمرانوں کے غلبے کی پیش گوئی کی گئی ہے، جب کہ اس وقت ایران نے رومی عیسائیوں کا بھرکس نکال دیا تھا اور سورۂ مریم میں حضرت یحییٰؑ و مریمؑ کی پاکیزگیِ کردار اور حضرت عیسیٰؑ کی معجزانہ پیدایش کا ذکر ہے۔ اس لیے گمان غالب ہے کہ مسیحی بادشاہ کے دربار میں حکمتاً حضرت جعفرؓ نے ان حصوں کا انتخاب کیا۔

تمام روایات میں ذکر ہے کہ آیات الٰہی سن کر نجاشی پر رقّت طاری ہوگئی، آنکھیں پُرنم ہوگئیں اور بے اختیار وہ پکار اُٹھا: ’’خدا کی قسم! یہ کلام اور انجیل دونوں ایک ہی چراغ کے پرتو ہیں۔ یہ تو وہی رسول ہیں جن کی خبر یسوع مسیحؑ نے دی تھی۔ اللہ کا شکر ہے کہ مجھے ان کا زمانہ ملا‘‘۔

نجاشی نے مکے کی سفارت کو کہا کہ میں ان لوگوں کو تمھارے سپرد نہیں کروں گا۔ اگلے دن عمرو بن عاص نے پادریوں سے مل کر بادشاہ کو مسلمانوں کے خلاف مشتعل کرنے کے لیے دربار میں یہ مسئلہ اٹھا دیا کہ مسلمان حضرت عیسیٰؑ کو عیسائیوں کی طرح اللہ کا بیٹا نہیں مانتے۔ یہ بڑا نازک مسئلہ تھا۔ اگر مسلمان نجاشی کے عقیدہ کے خلاف اپنا عقیدۂ توحید بیان کرتے تو نجاشی کی مذہبی عصبیت ان کے خلاف بھڑک سکتی تھی لیکن مسلمانوں نے سچی بات کے کہنے کا عزم کیا اور

بھرے دربار میں کہا کہ حضرت عیسیٰؑ اللہ کے بندے، اس کے رسول، اس کی روح اور اس کا کلمہ ہیں جسے اللہ نے کنواری اور پاکدامن حضرت مریمؑ کی طرف القاء کیا اور یہ کہنے کے بعد حضرت جعفر طیارؓ نے سورۂ مریم کے ابتدائی دو رکوع تلاوت کیے۔

یہ سن کر نجاشی نے اپنی مسواک سے ایک باریک تنکا لیا اور اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: ''واللہ جو کچھ تم نے بیان کیا ہے، حضرت عیسیٰؑ اس سے اس تنکے کے برابر بھی بڑھ کر نہ تھے۔ یہ ضرور وہی رسول ہیں جن کی بشارت حضرت عیسیٰؑ نے دی تھی، جن کا تذکرہ ہم انجیل میں پاتے ہیں۔ اللہ کی قسم! اگر بادشاہت کی ذمہ داری نہ ہوتی تو میں خود ان کی خدمت میں حاضر ہوکر ان کے جوتے اٹھاتا''۔ اپنے غلط عقیدے کی عصبیت میں جب پادری بُڑبُڑائے تو نجاشی نے انھیں بھی یہی حقیقت بیان کی۔ نجاشی نے مسلمانوں کو تکلیف پہنچانے والوں پر جرمانہ عائد کردیا۔ اہل مکہ کے تحائف انھیں واپس لوٹا دیئے۔ شاہی مصلحت کے تحت اس نے اپنے قبولِ اسلام کا اظہار تو نہ کیا البتہ چند سال بعد وہ علانیہ مسلمان ہوگیا۔ معلوم ہوا کہ حضرت جعفر طیارؓ نے دونوں مرتبہ اپنی تقریر کے دوران قرآن سنایا اور اس کے حیرت انگیز اثرات مسلمانوں کے حق میں ظاہر ہوئے (مسند احمد، فتح الباری، ج ۲،ص ۱۳۰، البدایہ، ج ۳،ص ۶۹، بیہقی، طبرانی، ج ۶،ص ۱۳۱)۔

یہ کلام الٰہی کا ہی اعجاز تھا کہ کافروں نے درباری امراء و پیشواؤں کو اپنا ہم نوا بنایا، بادشاہ کو قیمتی تحائف دیے، بادشاہ کے عقیدے کے خلاف ایک نازک بحث کو چھیڑا، اس کے باوجود بادشاہ مسلمانوں کے حق میں مہربان رہا۔ ایک حکمران قوم کے دربار میں اس کے عقیدے کے خلاف عقیدے کے بیان کو نہ صرف برداشت کرنا بلکہ سراہنا قرآن کی تاثیر سے ہی ممکن ہوا۔

قرآن ___ فاتح مدینہ

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ مدینہ کا فاتح قرآن ہے۔ ابونعیم نے امام زہری سے مروی یہ حدیث بیان کی کہ انصار مدینہ نے حضرت معاذ بن عفراء اور رافع بن مالک کو حضورؐ کی خدمت میں یہ پیغام دے کر مکے بھیجا کہ آپؐ اپنے ہاں سے ہمارے پاس ایک ایسا آدمی بھیج دیں جو لوگوں کو کتاب اللہ سنا کر دعوت دے۔ کیونکہ اس کی بات ضرور قبول کی جائے گی۔ چنانچہ حضورؐ نے حضرت مصعبؓ بن عمیر کو ان کے ساتھ مدینے بھیج دیا۔

اسی مضمون کی حامل ایک تفصیلی روایت حضرت عروہؓ بن زبیر سے مروی ہے کہ جب انصار قبول اسلام کے بعد یثرب چلے گئے تو اگلے سال حج کے موقع پر انھوں نے حضورؐ کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ دعوت دینے کے لیے کتاب اللہ کا عالم ان کے پاس بھیجیں۔ حضورؐ نے حضرت مصعبؓ بن عمیر کو ان کے ساتھ یثرب روانہ کر دیا۔ وہ بنی غنم میں حضرت اسعدؓ بن زرارہ کے ہاں ٹھیرے۔ وہ لوگوں کو حضورؐ کی باتیں بتاتے اور قرآن پڑھ کر سناتے، حتیٰ کہ ہر گھر میں کچھ نہ کچھ مسلمان ہو گئے اور ان کے سرداروں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ یثرب میں حضرت مصعبؓ بن عمیر کو مُقرِی (قرآن پڑھانے والا) کے نام سے پکارا جاتا تھا (حلیۃ الاولیاء، ج۱،ص ۱۰۷)۔ طبرانی کی ایک روایت کے مطابق حضرت مصعبؓ نے قرآن سنا کر انھیں حضورؐ اور دین کی طرف دعوت دی۔

حضرت مصعبؓ بن عمیر نے قرآن کے ذریعے کس طرح دعوت دی اور اس کے کیا اثرات ظاہر ہوئے؟ اس بارے میں عبداللہ بن ابی بکر کی ایک طویل اور دلچسپ روایت اوّلین سیرت نگار ابن اسحاق نے بیان کی ہے۔ ہم اختصار کے ساتھ وہ حصّہ بیان کریں گے جو براہِ راست ان کی دعوت بالقرآن سے متعلق ہے:

- حضرت اسعدؓ بن زرارہ ایک دن حضرت مصعبؓ بن عمیر کو تبلیغ کے لیے بنوعبدالاشہل اور بنوظفر کے باغات میں لے گئے۔ وہ مرق نامی کنویں پر بیٹھے تھے۔ حضرت سعدؓ بن معاذ اور حضرت اُسیدؓ بن حضیر ان خاندانوں کے سردار تھے اور اس وقت تک مشرک تھے۔ انھیں جب اپنے باغ میں حضرت اسعدؓ بن زرارہ اور حضرت مصعبؓ کے مجلس لگانے کی خبر ملی تو سعد بن معاذ نے اپنے دوست اُسَید سے کہا: ''تم ان دونوں آدمیوں کے پاس جا کر انھیں کہو کہ وہ ہمارے آدمیوں کو بیوقوف نہ بنائیں اور یہاں سے چلتے بنیں۔ اسعدؓ بن زرارہ سے اگر میری رشتہ داری نہ ہوتی تو میں یہ کام خود کر لیتا''۔ اسید بن حضیر اپنا نیزہ لے کر اہل مجلس کی طرف گئے اور مجلس سے دُور کھڑے ہو کر حضرت اسعدؓ اور حضرت مصعبؓ کو گالیاں بکنا شروع کر دیں اور کہا کہ اگر تم کو جان عزیز ہے تو یہاں سے چلتے بنو۔

حضرت مصعبؓ نے نہایت تحمل سے کہا: ''ذرا بیٹھ کر ہماری بات تو سن لو۔ اگر پسند نہ آئے تو ہم آپ کی ناپسندیدہ بات سے رک جائیں گے''۔ اسید نے جواباً کہا: ''تم نے انصاف کی بات

کی''۔ یہ کہتے ہوئے نیزہ زمین میں گاڑ کر مجلس میں بیٹھ گئے۔حضرت مصعبؓ نے اسلام کے بارے میں ان سے بات کی اور انھیں قرآن پڑھ کر سنایا۔ یہ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ قرآن سنتے ہی اُسید کے چہرے کی چمک اور رقت سے انھیں محسوس ہو گیا کہ یہ اسلام ضرور قبول کرلیں گے۔ چنانچہ اُسید نے کہا: یہ کتنا اچھا اور عمدہ کلام ہے۔ پھر کلمۂ شہادت پڑھ کر داخلِ اسلام ہوگئے۔اس کے بعد حضرت اُسیدؓ نے ان دونوں سے کہا:''میرے پیچھے ایک شخص ہے، میں اسے تمھارے پاس بھیجتا ہوں۔ اگر اس نے تمھاری بات مان لی تو ان کے قبیلے کا کوئی فرد بھی ان سے پیچھے نہ رہے گا''۔ یہ دیکھ کر حضرت اُسیدؓ بن حضیر جلدی جلدی سعد بن معاذ کے پاس گئے اور انھیں ایسی بات کہی کہ وہ مجلس کی طرف چل پڑے۔

سعد بن معاذ نے بھی کھڑے کھڑے انھیں بُرا بھلا کہا اور پھر اسعدؓ بن زرارہ سے کہا:''اللہ کی قسم! اگر تم میرے خالہ زاد بھائی نہ ہوتے تو تم ہمارے محلے میں ایسا کرنے کا سوچ بھی نہ سکتے''۔حضرت مصعبؓ نے ان سے کہا:''اللہ کے بندے بیٹھ کر ہماری بات تو سن لو، اگر پسند آئے تو قبول کرلینا اور اگر پسند نہ آئے تو ہم آپ کی ناپسندیدہ بات پر اصرار نہیں کریں گے''۔ یہ سن کر سعد نے کہا:''آپ نے انصاف کی بات کہی''۔ یہ کہہ کر انھوں نے اپنا نیزہ زمین میں گاڑا اور مجلس میں بیٹھ گئے۔حضرت مصعبؓ نے اسلام پیش کیا اور انھیں قرآن پڑھ کر سنایا۔موسیٰ بن عقبہ کا بیان ہے کہ انھوں نے سورۂ زخرف کی ابتدائی آیات سنائیں۔قرآن سنتے ہی حضرت سعدؓ کے چہرے کی چمک اور نرمی سے دونوں مبلّغین نے محسوس کرلیا کہ یہ بھی اسلام قبول کرلیں گے۔ چنانچہ انھوں نے کلمۂ شہادت پڑھا۔ اور شام تک بنی عبدالاشہل کے تمام مرد و عورت مسلمان ہو چکے تھے(البدایہ، ج۳،ص ۱۵۲)۔

● ابن اسحاق کے مطابق یثرب کے قبیلہ بنوسلمہ کے ایک سردار عمرو بن جموع کے بیٹے معاذ مسلمان ہو گئے، لیکن عمرو بن جموع سختی سے بت پرستی پر قائم رہے۔ان کے بیٹے ان کے بت کو غائب کر دیتے اور وہ پھر تلاش کر کے اس کی پوجا کرتے بالآخر بت کی اس بے بسی سے مایوس ہوگئے اور ایک دن اپنے بیٹے سے کہنے لگے:''اس آدمی (محمدؐ) کا جو کلام تم سنتے ہو، وہ مجھے بھی سناؤ''۔ان کے بیٹے معاذ نے سورۂ فاتحہ پڑھ کر سنائی تو عمرو نے کہا:''کیا ہی حسین و جمیل کلام ہے!

کیا ان کا سارا ہی کلام ایسا ہے؟'' بیٹے نے کہا: ابا جان، اس سے بھی زیادہ اچھا ہے''۔ چنانچہ عمرو بن جموع مسلمان ہو گئے (حیاۃ الصحابہ، ج۱،ص ۳۰۲)۔

● حضرت ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ مجھے حضورؐ نے میری قوم کی طرف دعوت دین دینے کے لیے بھیجا۔ میں ان کے پاس پہنچا تو انھوں نے مجھے خوش آمدید کہا۔ بعدازاں میں نے ان کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی۔ اسی دوران کھانے کا ایک بڑا برتن آیا جس کے گرد سب کھانے کے لیے بیٹھ گئے۔ انھوں نے مجھے بھی کھانے کی دعوت دی تو میں نے کہا: ''میں ایسی ذاتِ گرامی کی طرف سے آیا ہوں جو اللہ کا نازل کردہ یہ حکم سناتے ہیں کہ جو جانور ذبح نہ کیا گیا ہو، وہ حرام ہے''۔ انھوں نے پوچھا: ''وہ حکم کیسے ہے؟''۔ میں نے کہا: ''اللہ کی طرف سے یہ آیت نازل ہوئی ہے:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَآ أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ قف وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ط ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ط (المائدہ ۵:۳) تم پر حرام کیا گیا مُردار، خون، سور کا گوشت، وہ جانور جو خدا کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو، وہ جو گلا گھٹ کر، یا چوٹ کھا کر، یا بلندی سے گر کر، یا ٹکر کھا کر مرا ہو، یا جسے کسی درندے نے پھاڑا ہو سوائے اُس کے جسے تم نے زندہ پا کر ذبح کر لیا اور وہ جو کسی آستانے پر ذبح کیا گیا ہو۔ نیز یہ بھی تمھارے لیے ناجائز ہے کہ پانسوں کے ذریعے سے اپنی قسمت معلوم کرو۔ یہ سب افعالِ فسق ہیں۔

میں ان کو اسلام کی دعوت دینے لگا لیکن وہ اس کا انکار کرتے رہے بالآخر کچھ عرصے بعد وہ مسلمان ہو گئے (طبرانی، مستدرک حاکم، ج ۳،ص ۶۴۱، ہیثمی، ج ۹،ص ۳۸۷)۔

میدانِ جنگ میں دعوت بالقرآن

● صحابہ کرامؓ میدانِ جنگ میں بھی دعوت بالقرآن کا اہتمام کرتے تھے اور وہ اس طریقے پر حضوؐر کے بعد بھی کاربند رہے۔ واقدی کے مطابق جنگ یرموک (عہد فاروقی میں لڑی گئی) کے دن رومی لشکر کے سرداروں میں سے جرجہ نامی ایک سردار نے حضرت خالدؓ بن ولید سے اسلام کے متعلق بہت سے سوال کیے۔ حضرت خالدؓ بن ولید نے اس کے تمام سوالوں کے جواب دیے۔

ایک جواب یہ دیا کہ نبیؐ کے پاس آسمان سے خبریں آتی تھیں۔ وہ ہمیں قرآن سناتے تھے اور ہمیں معجزے دکھاتے تھے۔ جرجہ کو جب اطمینان ہو گیا تو اسی موقع پر وہ مسلمان ہو گئے اور پھر رومی فوج کے خلاف لڑتے لڑتے شہید ہو گئے (البدایہ، ج ۷،ص ۱۲، الاصابہ، ج ۱،ص ۲۶۰)۔

ابن مسعودؓ کا بیت اللہ میں قرآن سنانا

عہد رسالتؐ میں باطل کے اوپر نظریاتی برتری کا سب سے بڑا ہتھیار مسلمانوں کی نظر میں قرآن تھا۔جس کے سننے سنانے کے مواقع مسلمان پیدا کرتے رہتے تھے۔

مکے میں ایک مرتبہ اصحابِ رسولؐ آپس میں کہنے لگے کہ قریش نے آج تک باآواز بلند تلاوت نہیں سنی۔کوئی ایسی صورت ہو کہ ان کے سامنے کلام الٰہی سنایا جائے۔یہ سن کر نوخیز لڑکے عبداللہ بن مسعودؓ نے فوراً خود کو اس کام کے لیے پیش کیا۔اگلی صبح جب حسب معمول حرم میں قریش کی مجالس برپا ہوگئیں تو حضرت عبداللہؓ بن مسعود نے باآواز بلند قرآن پڑھنا شروع کر دیا۔ مشرکین مکہ کچھ دیر سکتے کے عالم میں سنتے رہے بالآخر مشتعل ہو کر ابن مسعودؓ پر پل پڑے۔ ان کے جسم کے کئی حصوں سے خون بہنے لگا۔لیکن وہ پٹتے جارہے تھے اور قرآن سناتے جارہے تھے، حتیٰ کہ انھوں نے جو سورت شروع کی تھی وہ مکمل ہوگئی۔ ابن مسعودؓ جب سوجے ہوئے چہرے کے ساتھ اصحابِ رسولؐ کے پاس پہنچے تو انھوں نے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے کہا: ''اے ابن ام عبد! اسی خدشے کی وجہ سے ہم تمھیں روک رہے تھے''۔یہ سن کر دبلے پتلے ابن مسعودؓ نے کہا: ''اللہ کی قسم! مشرکین کے بڑے بڑے سردار مجھے اتنے کمزور کبھی دکھائی نہ دیئے تھے جتنے وہ آج دکھائی دے رہے تھے۔ میں نے تو ارادہ کر لیا ہے کہ کل پھر انھیں کلام الٰہی سناؤں گا۔ یہ سن کر سب صحابہؓ نے کہا: جس کلام کو سننا مشرکین کو سخت ناگوار تھا، اس کو تم نے ان کے کانوں تک پہنچانے کا حق ادا کر دیا۔اتنا ہی کافی ہے'' (سیرۃ ابن کثیر، ج ۱،ص ۴۴۴)۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی باآواز بلند تلاوت

حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی کافروں کو قرآن سنانے کے لیے دستیاب مواقع کو پورا استعمال کرتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ جب حبشہ کی طرف ہجرت کے ارادے سے نکل کر مکہ سے دور چلے

گئے تو راستے میں انھیں قبائل احابیش کا سردار ابن دغنہ مل گیا۔ وہ آپؓ کے اخلاق فاضلہ کا قدر دان تھا۔ آپؓ کو اپنی پناہ میں لے کر واپس مکہ لے آیا۔ حضرت ابوبکرؓ جب اپنے گھر میں بلند آواز سے تلاوت کرتے اور کافروں کی عورتیں، بچے اور نوجوان مکانوں پر چڑھ کر اور دیواروں سے لگ کر آپؓ کی پُرسوز تلاوت قرآن سننے کے لیے جمع ہونے لگے تو کافروں نے ابن دغنہ پر دباؤ ڈالا۔ بالآخر اس نے حضرت ابوبکرؓ کو کہا کہ اگر وہ قرآن بلند آواز سے پڑھیں گے تو میں اپنی پناہ جاری نہ رکھ سکوں گا۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ مجھے ایسی پناہ کی ضرورت نہیں جس میں مجھے تلاوت بھی اپنی مرضی سے کرنے کی اجازت نہ ہو (ابن ہشام، ص ۳۲۳)۔

قرآن ــــ تعلیمی و تربیتی نصاب

اللہ کے رسولؐ جس طرح دعوت دیتے ہوئے تلاوت قرآن کا اہتمام فرماتے تھے ایسے ہی لوگوں کے مسلمان ہوجانے کے بعد ان کی تربیت کے لیے بھی تعلیم قرآن کا اہتمام فرماتے۔

حضرت ابوذرغفاریؓ فرماتے ہیں کہ قبول اسلام کے بعد میں مکہ میں حضوؐر کے پاس ٹھیر گیا۔ آپؐ نے مجھے اسلام سکھایا اور میں نے کچھ قرآن بھی پڑھ لیا‘‘ (طبرانی)۔

● حضرت انسؓ کی روایت کے مطابق حضرت عمرؓ جب اپنے بہنوئی سعیدؓ بن زید اور بہن فاطمہؓ کی گوشمالی کے لیے ان کے گھر میں داخل ہوئے تو اس وقت حضرت خبابؓ بن ارت انھیں سورۂ طٰہٰ پڑھا رہے تھے۔ بہن اور بہنوئی کی مار پیٹ کے بعد جب حضرت عمر زم پڑ گئے تو انھوں نے کہا کہ وہ کتاب جو تم پڑھتے ہو، مجھے بھی دکھاؤ تاکہ میں بھی پڑھوں۔ پھر بہن کے کہنے پر غسل کیا اور صحیفہ سے سورۂ طٰہٰ پڑھنا شروع کی یہاں تک کہ وہ آیت ۱۴ پر پہنچے: اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ﴿١٤﴾ ’’بے شک میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس میری ہی عبادت کیا کرو اور میری یاد کے لیے نماز قائم کرو‘‘۔ یہ پڑھتے ہی عمر بن خطاب نے کہا: ’’مجھے محمدؐ کے پاس لے چلو‘‘! بعدازاں اسلام قبول فرمالیا (طبقات ابن سعد، ج ۳،ص ۱۹۱)۔

● حضرت ضمادؓ ازدی جو زمانۂ جاہلیت میں جنّات و آسیب اور پاگل پن کے علاج کے لیے جھاڑ پھونک کیا کرتے تھے اور ان کے دَم کی شہرت دُور دُور تک تھی، جب مکے آئے تو سرداران قریش نے انھیں نبیؐ کے علاج کے لیے آپؐ کے پاس بھیجا۔ لیکن آپؐ کی گفتگو سے متاثر ہوکر انھوں نے

اسلام قبول کرلیا۔ پھر وہ دین سیکھنے کے لئے ٹھیر گئے۔ ان کے بقول اس دوران انھوں نے بہت سی سورتیں یاد کرلیں اور پھر اپنی قوم میں واپس چلے گئے (مسلم ،بیہقی، البدایہ، ج ۳،ص ۳۶)۔

● حضرت رافعؓ سے صحیح سند کے ساتھ ایک واقعہ مستدرک حاکم میں مذکور ہے کہ حضرت رافع اور ان کے خالہ زاد حضرت معاذ بن عفراء عمرہ کے لیے مکہ پہنچے تو شہر سے باہر ہی ان کی ملاقات رسول اکرمؐ سے ہوگئی۔ آپؐ نے انھیں اسلام کی دعوت دی۔ کچھ سوال جواب ہوئے اور بالآخر دونوں نے اسلام قبول کرلیا۔ حضورؐ نے انھیں سورۂ یوسف اور سورۃ العلق کی تعلیم دی (بحوالہ صالحی دمشقی ،سبل الھدیٰ، ج ۳،ص ۲۶۴)۔

●مستدرک حاکم میں حضرت جابرؓ بن عبداللہ کی ایک طویل روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضوؐر کی تصدیق کی اور یثرب میں آپؐ کو ٹھکانہ دینے کی پیش کش کی۔ پھر ہمارے آدمی ایک ایک کر کے حضورؐ کے پاس مکہ جاتے رہے اور آپؐ پر ایمان لاتے رہے اور آپؐ ان کو قرآن سکھاتے رہے۔ وہاں سے جو آدمی مسلمان ہو کر گھر واپس آتا تو اس کے اسلام کی وجہ سے اس کے گھر والے مسلمان ہوجاتے (حیاۃ الصحابہ، ج ۱ ،ص ۴۸۵)۔

● حضرت براء بن عازب فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے ہمارے پاس مدینہ میں حضرت مصعب بن عمیر اور عبداللہ بن اُمّ مکتوم آئے اور یہ دونوں ہمیں قرآن پڑھانے لگے (بخاری)۔

● حضرت کعبؓ بن مالک کی روایت کے مطابق بیعت عقبہ ثانیہ میں جب انصار مدینہ نے عرض کی کہ آپؐ اپنے لیے اور اپنے رب کے لیے ہم سے جو عہد لینا چاہیں ، لے لیں تو حضورؐ نے کچھ گفتگو فرمائی ،قرآن پڑھ کر سنایا، سب کو اسلام کی دعوت اور ترغیب دی اور اس بات پر بیعت لی کہ جن چیزوں سے تم اپنے بیوی بچوں کی حفاظت کرتے ہو، ان تمام چیزوں سے میری بھی حفاظت کرو گے (مجمع الزوائد، ج ۶ ،ص ۴۲، البدایہ، ج ۳،ص ۱۶۰)۔

تعلیم قرآن کی مجالس

روایات سے یہ بھی ثابت ہے کہ حضورؐ کی تعلیم وتربیت کے باعث صحابہ کرامؓ خود بھی اپنے طور پر تعلیم قرآن کی مجالس کا اہتمام کرتے اور حضورؐ ایسی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی فرماتے تھے۔

● حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ میں ضعفاء ومہاجرین میں بیٹھا ہوا تھا۔ ان لوگوں

کے پاس اتنا کپڑا بھی نہ تھا کہ جس سے پورا بدن ڈھانپ سکیں۔ ایک شخص قرآن پڑھ رہا تھا کہ اتنے میں حضوؐر تشریف لے آئے اور بالکل ہمارے قریب آ کر کھڑے ہو گئے۔ آپؐ کی آمد کے باعث پڑھنے والا چپ ہو گیا تو حضورؐ نے سب کو سلام کیا اور پوچھا کہ تم لوگ کیا کر رہے تھے؟ ہم نے کہا: ''اللہ کا کلام سن رہے تھے''۔ حضوؐر نے فرمایا: ''تعریف اس اللہ کی جس نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا فرمائے کہ مجھے ان میں ٹھیرنے کا حکم دیا گیا ہے''۔ اس کے بعد حضورؐ ہمارے درمیان بیٹھ گئے (سنن ابوداؤد)۔

● حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا: اشعری قبیلہ کے ساتھی جب رات کو قرآن پڑھتے ہیں تو میں ان کی آواز پہچان لیتا ہوں۔ اور رات کو قرآن پڑھنے کی آواز سن کر ان کی قیام گاہوں کو معلوم کر لیتا ہوں چاہے میں نے دن کی روشنی میں ان کی قیام گاہیں نہ بھی دیکھی ہوں (بخاری، مسلم)۔

● اللہ کے رسولؐ صحابہؓ کی تربیت اور خود اپنی تذکیر کے لیے صحابہ کرامؓ کی تلاوت سنا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ۔ میں نے کہا: میں آپ کو کیا سناؤں گا، آپ پر تو خود قرآن نازل ہوا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ''مجھے دوسروں سے سننا اچھا لگتا ہے''۔ پھر میں نے سورۂ نساء پڑھنا شروع کی یہاں تک کہ میں اس آیت پر پہنچ گیا:

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَاۗءِ شَهِيْدًا ؁ؗ (النساء ۴:۴۱) ''اس دن کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ کو بلائیں گے اور آپ کو بھی ان لوگوں پر گواہ کی حیثیت سے کھڑا کریں گے''۔ پھر آپؐ نے فرمایا: ''رُک جاؤ''۔ میں جب تلاوت سے رک گیا تو دیکھا کہ آپؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے (بخاری، کتاب التفسیر)۔

قرآن سیکھو اور سکھاؤ

قرآن کو سیکھنا اور دوسروں کو سکھانا وہ عمل ہے جس کے کرنے والے کو اللہ کے رسولؐ نے سب سے بہتر قرار دیا: خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ (بخاری، نسائی، ترمذی،

ابوداؤد)۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام قبول کرنے والے ہر نومسلم کے لیے دین کو سمجھنے کے لیے قرآن سیکھنا ضروری قرار دیا۔ گویا یہ ہر مسلمان کی تربیت کے لیے لازمی نصاب ہے۔

عمیر بن وہب جمحی نبیؐ کو قتل کرنے کے ارادے سے مکے سے مدینے پہنچا۔ حضوؐر کے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ وہ اپنے قیدی بیٹے کی رہائی کے لیے آیا ہے جو جنگ بدر میں قید ہوگیا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ تم مجھے قتل کرنے کے ارادے سے آئے ہو اور تم نے صفوان بن امیہ کے ساتھ حطیم کعبہ میں بیٹھ کر منصوبہ بنایا ہے۔ صفوان نے تیرا قرض اتارنے اور تیرے اہلِ وعیال کے زندگی بھر کے اخراجات اٹھانے کی ذمہ داری لی ہے۔ یہ ایسا معاملہ تھا کہ صفوان اور عمیر کے سوا کسی اور کو اس کا علم ہی نہیں تھا۔ عمیر سمجھ گئے کہ یہ ضرور اللہ نے انھیں بتایا ہے چنانچہ انھوں نے اسلام قبول کرلیا۔ اب رسولؐ اللہ نے صحابہ کرامؓ کو مخاطب کر کے فرمایا: فقھوا ، اپنے بھائی میں دین کی سوجھ بوجھ پیدا کرو، قرآن پڑھاؤ اور اس کے قیدی کو آزاد کردو (سیرت ابن ہشام، ص ۵۹۵)۔

مذکورہ بالا بحث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ بھی حضورؐ کی طرح دعوت وتبلیغ میں تلاوتِ قرآن کا خصوصی اہتمام کرتے تھے۔ حضورؐ نومسلموں کو قرآن کے مختلف حصوں کی تعلیم کا اہتمام کرتے اور تعلیم قرآن کا اہتمام کرنے والے صحابہ کی حوصلہ افزائی فرمایا کرتے تھے۔ صحابہ کرامؓ کافروں کو قرآن سنانے کے مواقع پیدا کرتے تھے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ قرآن کی عظمت کلام کے سامنے وہ بے بس ہیں۔ مشرکین بھی قرآن کی تاثیر کلام سے خوف زدہ تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ قرآن کے سننے سنانے کے عمل کے نتیجے میں ان کے غلبے کا ٹوٹ جانا یقینی ہے:

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ۝۲۶ (حم السجدہ ۴۱:۲۶) یہ کافر کہتے ہیں کہ اس قرآن کو ہرگز نہ سنو، اور جب یہ سنایا جائے تو اس میں خلل ڈالو، شاید کہ اسی طرح تم غالب آجاؤ۔

آج ہم جدید تعلیم یافتہ اور مغربی فکر سے متاثر لوگوں کو جدت پسندانہ مباحث سے متاثر کرنے کی کوشش کرتے ہیں، جب کہ دشمن کو زیر کرنے کے لیے ہمیں ہتھیار اس چیز کو بنانے کی ضرورت ہے جس کا توڑ ہمارے دشمن کے پاس نہیں ہے اور وہ ہے اللہ کا کلام۔